سورة طٰهٰ

آیات ۹۰ - ۱۰۴

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِىْ ﴿۹۰﴾
قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾
اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِىْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِىْ وَلَا بِرَاْسِىْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ
فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِىْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِىُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا
بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِىْ نَفْسِىْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِى
الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىْ ظَلْتَ عَلَيْهِ
عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِى الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ
عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۖۚ ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ
عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۙ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ وَ
نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۖۚ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ
يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع

سُوْرَةُ طٰهٰ

آیات 135

مکیة

طه ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾

اللہ تعالیٰ کی عظمت، توحید، رسولوں کی جدوجہد اور اللہ پر توکل - اہل ایمان ! موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کی معیت میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقت کے فرعون کا صبر اور استقامت سے مقابلہ کرو

نبی اکرم ﷺ کو خطاب و تسلی

آیات 1-8

نبی ﷺ کی دل جوئی، حوصلہ افزائی- آپ کی دعوت کا منہج
قرآن کی عظمت واہمیت
دعوت کا اثر— خشیت رکھنے والے دلوں پر

قصہ موسیٰ علیہ السلام

آیات 9-98

آیات 9 تا 16
وادی مقدس طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام نبوت ورسالت سے سرفراز ہونا

آیات 17 تا 47
موسیٰؑ کو معجزات کا عطا کیا جانا۔ہارونؑ کو مددگار بنانے کی دعا اور قبولیت

آیات 48 تا 54
فرعون کے پاس انذار ودعوت کے لیے جانے کا حکم - موسیٰ اور فرعون کے درمیان اس کے دربار میں مکالمہ

آیات 55 تا 76
موسیٰ اور فرعون کے جادوگروں کے درمیان مقابلہ

آیات 77 تا 82
فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

آیات 83 تا 98
بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات
فتنہ سامری-اس کے اسباب وعواقب

نبی ﷺ کی طرف خطاب اور التفات

آیات 99 -135

آیات 99 تا 114
یومِ قیامت کی سزا اور اس کے مناظر
آپ ﷺ کو عدم عجلت کی تلقین

آیات 115 تا 128
قصہ آدم وابلیس وسجودِ ملائکہ
قانونِ جزا وسزا

آیات 129 تا 135
ماضی کی اقوام کے انجام سے نصیحت
آپ ﷺ کو صبر کی تلقین- ہدایات

وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَاَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا مُوۡسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا ﴿۹۲﴾

وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ - اور بلاشبہ یقیناً کہا تھا ان سے ہارون نے

مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ - اس سے پہلے (کہ) اے میری قوم بیشک تم آزمائے گئے ہو

يٰقَوۡمِ: اصل میں يٰقَوۡمِى تھا

اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ - بیشک تم آزمائے گئے ہو اس (بچھڑے) کے ذریعے

فَتَنَ يَفْتِنُ ، فَتْنًا وَّ فُتُوْنًا : آزمانا

وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ - اور بیشک تمہارا رب رحمان ہی ہے

فَاتَّبِعُوۡنِىۡ - سو میری پیروی کرو

(ت ب ع) اِتَّبَعَ يَتَّبِعُ ، اِتِّبَاعًا پیروی کرنا (VIII)

وَاَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ - اور اطاعت کرو میرے حکم کی

(ط و ع) اَطَاعَ يُطِيْعُ ، اِطَاعَةٌ اطاعت کرنا (IV)

قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ - انہوں نے کہا ہم ہر گز نہ ہٹیں گے اس (کی پوجا) پر سے

بَرِحَ يَبْرَحُ ، بَرْحًا : جگہ سے ہٹنا

عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى - ثابت قدم رہنے والے

عكَفَ يعْكُفُ و يعْكِفُ ، عُكوفًا : اعتکاف کرنا، ثابت قدم رہنا

عَاكِف : اسم فاعل (ثابت قدم رہنے والے) - عَاكِفِيْن جمع عَاكِف

اردو میں : اعتکاف، معتکف، عاکف (نام)

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾

يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى - یہاں تک لوٹ آئے ہماری طرف موسیٰ

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ - (موسیٰ نے) کہا اے ہارون کس چیز نے روکا تجھے

مَنَعَ يَمْنَعُ ، مَنْعًا : منع کرنا، روکنا

اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا - جب تو نے دیکھا انہیں (کہ) وہ گمراہ ہو گئے۔

رَاٰی يَرٰی ، رُؤْيَةٌ : دیکھنا، خیال کرنا

اَلَّا تَتَّبِعَنِ - (اس بات سے) کہ تو میری پیروی نہ کرے

تَتَّبِعَنِ : اصل میں تَتَّبِعَنِيْ ہے، " ی المتکلم " حذف کیا گیا

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ - تو کیا تو نے نافرمانی کی میرے حکم کی

عَصٰی يَعْصِیْ ، عِصْيَانٌ : نافرمانی کرنا

قَالَ يَبْنَؤُمَّ - (ہارون نے) کہا اے میری ماں کے بیٹے

يَبْنَؤُمَّ = (يَا - اِبْنَ - اُمَّ) اے - بیٹے - میری ماں کے

لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ - نہ پکڑ میری داڑھی کو

اَخَذَ يَاْخُذُ ، اَخْذًا : پکڑنا

لِحْيَةِ : داڑھی

وَلَا بِرَاْسِيْ - اور نہ میرے سر کو

رَاْس : سر

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیۡتَ اَمۡرِیۡ ﴿۹۳﴾ قَالَ یَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡیَتِیۡ وَ لَا بِرَاۡسِیۡ ۚ اِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَیۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَ لَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِیۡ ﴿۹۴﴾

اِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ - بیشک میں ڈرا کہ

خَشِیَ یَخْشٰی ، خَشْیَۃٌ : ڈرنا

تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ - تو کہے گا تو نے پھوٹ ڈال دی

فَرَّقَ یُفَرِّقُ ، فَرِیْقٌ : فرق کرنا، پھوٹ ڈالنا (II)

بَیۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ - بنی اسرائیل کے درمیان

وَ لَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِیۡ - اور نہیں کی تو نے نگہداشت میری بات کی۔

(ر ق ب) رَقَبَ یَرْقُبُ ، رُقُوْبًا : نگہداشت کرنا، انتظار کرنا، خیال رکھنا

اردو میں: رقیب، رقابت، مراقبہ، (نعمت غیر) مترقبہ (ایسی نعمت جس کی امید نہ ہو، یعنی جس کا انتظار نہ کیا گیا ہو

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿٩٠﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى
﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾

ہارونؑ (موسیٰؑ کے آنے سے) پہلے ہی ان سے کہہ چکا تھا کہ "لوگو، تم اِس کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے ہو، تمہارا رب تو رحمٰن ہے، پس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو، مگر اُنہوں نے اس سے کہہ دیا کہ "ہم تو اسی کی پرستش کرتے رہیں گے جب تک کہ موسیٰؑ واپس نہ آ جائے" موسیٰؑ (قوم کو ڈانٹنے کے بعد ہارونؑ کی طرف پلٹا اور) بولا "ہارونؑ، تم نے جب دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو رہے ہیں، تو کس چیز نے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا کہ میرے طریقے پر عمل نہ کرو؟ کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟" ہارونؑ نے جواب دیا "اے میری ماں کے بیٹے، میری داڑھی نہ پکڑ، نہ میرے سر کے بال کھینچ، مجھے اِس بات کا ڈر تھا کہ تو آ کر کہے گا تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا

Certainly Aaron had said to them even before (the return of Moses): "My people, you were fallen into error because of the calf. Surely your Lord is Most Compassionate; so follow me and obey my command.“ But they answered: "By no means shall we cease to worship it until Moses returns to us.“(After rebuking his people) Moses turned to Aaron and said: "Aaron! What prevented you, when you saw them going astray, from following my way? Have you disobeyed my command?“ Aaron answered: "Son of my mother! Do not seize me with my beard, nor by (the hair of) my head. I feared that on returning you might say: 'You sowed discord among the Children of Israel, and did not pay heed to my words.'"

محمد اقبال

وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَاَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ ۝٩٠ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا مُوۡسٰى ۝٩١

فتنہ سامری سے ہارون علیہ االسلام کی بریت

- بنی اسرائیل کو گاؤپرستی میں مبتلا کرنے کا فتنہ جو سامری نے برپا کیا، اس کے متعلق یہاں حضرت ہارون علیہ السلام کے طرز عمل کی وضاحت کی گئی اور انہیں شرک کے اس فتنے سے بری قرار دیا گیا ہے
- حضرت موسیٰ کے بعد قوم کی دیکھ بھال کی ذمہ داری حضرت ہارونؑ پر تھی۔ انھوں نے قوم کو کافی سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر لیکن ان کے منع کرنے کے بعد بھی لوگ بچھڑے کی پرستش سے نہ رکے۔ حضرت ہارون کا اصرار بڑھا تو لوگوں نے کہا کہ اب جو ہوگیا ہے وہ تو اسی طرح جاری رہے گا۔ موسیٰ جب لوٹ کر آئیں گے تو وہی اس کا فیصلہ کریں گے۔
- اس آیت کریمہ کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کسی غلط فہمی کا ازالہ کرنا (Preventive clarification) مقصود ہو
- بائبل کو دیکھ کر اس کی سمجھ آجاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ قرآن کریم اس سے پہلے یہ بات واضح کرچکا ہے کہ بنی اسرائیل کو عجل پرستی کی گمراہی میں سامری نے مبتلا کیا تھا، لیکن بائیبل (توراۃ) یہ بتاتی ہے کہ اس گناہ عظیم کا ارتکاب کرنے والے حضرت ہارون (علیہ السلام) تھے، سامری نہیں (اس کی تفصیل خروج باب ۳۲، آیت ۱۔ ۵)
- قرآن کریم کی اس وضاحت کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عیسائی دنیا قرآن کریم کی ممنون ہوتی اور مسلمانوں کی شکرگزار ہوتی کہ اس نے ہمارے پیغمبر کا دامن ایک بہت بڑے الزام سے پاک کردیا ہے، لیکن عجیب بات ہے کہ عیسائی مشنری اور مغربی مستشرقین اس بات پر مصر ہیں کہ بائبل میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ البتہ قرآن کریم نے غلطی کی ہے
- لیکن بائبل میں اس ضمن میں شدید تضاد موجود ہے، تھوڑا آگے ہی بیان ہوا ہے کہ موسیٰؑ نے اس جرم کے ارتکاب کرنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا لیکن ہارونؑ کو نہ صرف قتل نہ کیا گیا بلکہ ان کی اولاد کو بنی لاوی کی سرداری دے دی گئی

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾

حضرت ہارون (علیہ السلام) سے پرسش اور ان کا جواب

- قوم کے سرداروں سے پوچھ گچھ کے بعد حضرت موسیٰ، حضرت ہارون کی طرف متوجہ ہوئے جن پر قوم کی دیکھ بھال کی اصل ذمہ داری تھی اور ان کا سخت محاسبہ کیا کہ انہوں نے لوگوں کو گمراہی کی راہ پر جاتے دیکھا تو میری ہدایت کی پیروی کیوں نہ کی، کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟ (اس برہمی میں صرف غضبناکی ہی نہیں دکھائی دیتی بلکہ ایک دکھ اور کرب بھی ہے)
- آپ اس قدر جلال میں تھے کہ آپ نے ہارونؑ کی ڈاڑھی پکڑی اور سر کے بال کھینچے کہ تمہاری موجودگی میں یہ کیا غضب ہو گیا کہ جس قوم کو توحید کی علمبردار بنایا جا رہا تھا، وہ شرک کے دلدل میں دھنس گئی؟
- حضرت ہارونؑ نے اپنا عذر پیش کرتے ہوئے وضاحت کی کہ ان کا انداز سخت حالات کے باوجود تعلق و ہمدردی پر مبنی تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی سختی سے دشمنوں کو ہم پر ہنسنے کا موقع ملے گا، اس سے پرہیز کیجیے، اس معاملے میں میرے ساتھ صرف چند لوگ تھے اور سامری کے ساتھ ایک بڑی تعداد تھی، اگر میں مقابلہ کرتا تو قتل ہونے یا امت کے دو گروہ بننے کا اندیشہ تھا۔ میں نے صبر اور حکمت اختیار کی، اس امید پر کہ آپؑ کی آمد سے معاملہ درست ہو جائے گا اور آپ کی ہیبت انہیں قابو کر لے گی
- **ایک غلط فہمی کا ازالہ :** بعض لوگوں نے حضرت ہارونؑ کے جواب سے یہ رائے اخذ کی کہ قوم کا اتحاد، حق پرستی سے زیادہ اہم ہے، چاہے اس کے لیے حق قربان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ تصور درست نہیں، ورنہ تمام انبیاء اور مصلحین کی کوششیں بے معنی اور جرم ٹھہرتیں۔ قریش نے بھی نبی کریم ﷺ پر یہی الزام لگایا کہ آپؐ کی دعوت نے قوم میں تفریق پیدا کر دی ہے اور ان کی اجتماعی قوت کو نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے اتحاد کے نام پر یہاں تک تجویز دی کہ تین دن اللہ کی عبادت اور تین دن بت پرستی کی جائے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سمجھوتے کو یکسر رد کر دیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ - (موسیٰ نے) کہا تو کیا معاملہ ہے تیرا؟

خَطْبُ : معاملہ جسکے بارے لوگوں میں کثرت سے بات چیت ہو

اردو میں : تخاطب، مخاطب، خطابت، خطبہ

يٰسَامِرِيُّ - اے سامری

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا - اس نے کہا میں نے دیکھا اس (چیز) کو جو

بَصُرَ يَبْصُرُ ، بَصَارَةٌ : بینا ہونا، دیکھنا

لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ - نہیں دیکھا انہوں نے

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً - تو میں نے بھر لی ایک مٹھی (مٹی)

قَبَضَ يَقْبِضُ ، قَبْضًا : قبضہ میں لینا

کسی چیز کو پانچوں انگلیوں سے بھر کر پکڑنا (قَبْضَةً : ایک مٹھی)

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ - رسول کے نقشِ پا سے

اَثَر : نقشِ قدم

فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ - پھر میں نے ڈال دیا اسے (بچھڑے کے قالب میں) اور اسی طرح

نَبَذَ يَنْبِذُ ، نَبْذًا : ڈالنا، پھینکنا

سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ - (ایسا کرنا) خوشنما بنادیا میرے لیے میرے نفس نے

سَوَّلَ يُسَوِّلُ ، تَسْوِيْلًا : خوش نما بنانا

(۱۱)

قَالَ فَاذْهَبْ - (موسیٰ نے) کہا پس جا

فَاِنَّ لَكَ فِى الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰـهِكَ الَّذِىْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۗ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِى الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾

فَاِنَّ لَكَ فِى الْحَيٰوةِ - (کہ) پس بیشک تیرے لیے زندگی میں (یہ سزا ہے)

اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ - کہ تو کہتا رہے نہ چھونا (مجھے)

مِسَاس : چھونا (اسم مصدر)

وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا - اور بیشک تیرے لیے ایک (اور) وعدہ ہے (کہ)

مَوْعِدًا : ایک وعدہ (اسم مصدر)

لَّنْ تُخْلَفَهٗ - ہر گز نہیں خلاف ورزی کی جائے گی تجھ سے اس کی

اَخْلَفَ يُخْلِفُ ، اِخْلَافًا: خلاف ورزی کرنا (IV)

وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰـهِكَ الَّذِىْ - اور تو دیکھ اپنے معبود کی طرف (کہ) جس

نَظَرَ يَنْظُرُ ، نَظْرًا : دیکھنا

ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا - پر تو ہوا اعتکاف کرنے والا

ظَلَّ يَظِلُّ ، ظَلًّا وَّ ظُلُوْلًا : ہونا، ہو جانا

لَنُحَرِّقَنَّهٗ - ضرور بالضرور ہم جلائیں گے اسے

لَ : لام تاکید

حَرَّقَ يُحَرِّقُ ، تَحْرِيْقًا : جلانا (II)

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ - پھر ضرور بالضرور ہم بکھیر دیں اس کو

لَ : لام تاکید

نَسَفَ يَنْسِفُ ، نَسْفًا : بکھیرنا، اُڑانا

فِى الْيَمِّ نَسْفًا - سمندر میں جیسے بکھیر دینے کا حق

اَلْيَمّ : سمندر / دریا

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ
﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ
عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

موسیٰؑ نے کہا "اور سامری، تیرا کیا معاملہ ہے؟"
اس نے جواب دیا "میں نے وہ چیز دیکھی جو اِن لوگوں کو نظر نہ آئی، پس میں نے رسُول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی اور اُس کو ڈال دیا، میرے نفس نے مجھے کچھ ایسا ہی سجھایا
موسیٰؑ نے کہا "اچھا تو جا، اب زندگی بھر تجھے یہی پکارتے رہنا ہے کہ مجھے نہ چھونا اور تیرے لیے بازپُرس کا ایک وقت مقرر ہے جو تجھ سے ہرگز نہ ٹلے گا اور دیکھ اپنے اِس خدا کو جس پر تو ریجھا ہُوا تھا، اب ہم اسے جلا ڈالیں گے اور ریزہ ریزہ کرکے دریا میں بہا دیں گے

Moses said: "What, then, is your case, O Samiri?“ He answered: "I saw what the people did not see. So I took a handful of dust from the trail of the Messenger, and I flung it (into the fire). Thus did my mind prompt me.“ Moses said: "Be gone, then. All your life you shall cry: 'Untouchable.’ There awaits a term for your reckoning that you cannot fail to keep. Now look at your god that you devotedly adored: We shall burn it and scatter its remains in the sea.

محمد اقبال

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾

سامری سے باز پرس

- تمام ذمہ داروں سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد جب بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی کہ دراصل اس سارے فساد کا بانی سامری ہی ہے تو حضرت موسیٰ کے غضب اور غصے کا رخ اب سامری کی طرف مڑ جاتا ہے اور آپ علیہ السلام نے نہایت تیکھے انداز میں اس سے سوال کیا کہ سامری !تو بتا، یہ تو نے کیا کیا؟ یہ کیا ماجرا؟ یہ کیا فتنہ کھڑا کر دیا؟
- سامری نے جواب میں جو کچھ کہا اِس سے اُس کی بات کہ وضاحت اور مفہوم اخذ کرنے میں علمائے تفسیر میں کافی اختلاف واقع ہوا ہے (کہ میں نے رسُول کے نقش قدم سے ایک مٹھی اٹھالی ....اور آگے یہ اور یہ کیا)
- سلسلہ کلام میں اس آیت کو پڑھنے سے آسانی کے ساتھ یہ مفہوم سمجھ میں آجات ہے کہ سامری ایک فتنہ پرداز شخص تھا جس نے خوب سوچ سمجھ کر ایک زبردست مکروفریب کی سکیم تیار کی تھی
- اس نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس میں بچھڑے کی سی آواز پیدا کر دی اور قوم کی اکثریت (جاہل لوگوں) کو دھوکے میں ڈال دیا۔ پھر اس پر مزید یہ جسارت بھی کی کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے سامنے ایک پرفریب داستان گھڑ دی کہ مجھے وہ نظر آیا جو دوسروں کو نہ آیا اور یہ کرامت رسول کے نقش قدم کی مٹھی بھر مٹی سے ظاہر ہوئی ہے۔ رسول سے مراد جبرائیل بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ قدیم مفسرین نے کہا ہے، اور اگر مراد خود حضرت موسیٰ ہوں تو یہ اس کی ایک اور مکاری تھی۔ قرآن کریم نے اس سارے معاملے کو سامری کے فریب ہی کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ اپنی طرف سے بطور واقعہ بیان نہیں کر رہا ہے۔
- بعد کے فقرے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح اس کو پھٹکارا ہے اور اس کے لیے سزا تجویز کی ہے اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس کے گھڑے ہوئے اس پرفریب افسانے کو سنتے ہی انھوں نے اس کے منہ پر مار دیا

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِى الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۖ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰـهِكَ الَّذِىْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِى الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

سامری کے لیے سزا

- اس کے اس عذر سے حضرت موسیٰ پر اس کی مکاری، شرارت اور منافقت اچھی طرح واضح ہو گئی، کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے اور جو اس نے حرکت کی ہے اس کا سبب یہ نہیں کہ اس نے نقش رسول میں زندگی کے آثار دیکھ لیے تھے بلکہ اس کا سبب اس کا نفاق ہے۔ یہ اہل مصر کی گاؤ پرستی کے زیر اثر ہے اور اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور ان لوگوں کو اپنا آلہ کار بنایا جو بنی اسرائیل کی صفوں میں پہلے سے موجود تھے اور اپنی شعبدہ بازی سے ان کو اس حد تک متاثر کیا کہ خالق حقیقی کی پرستش سے ہٹا کر گوسالہ پرستی پر لگا دیا۔
- آپ نے لعنت فرمائی اور اسے ملک بدر کر دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ساتھ نہیں رہ سکتا کہ تم اب انسانی آبادی میں نہیں بلکہ جنگلی جانوروں کی طرح جنگل میں زندگی گزارو گے اور جب کسی انسان سے سامنا ہو تو یہ بھی تمہاری سزا کا حصہ ہے کہ تم اسے دیکھتے ہی چیخنا شروع کر دو کہ میرے قریب نہ آنا، مجھے ہاتھ نہ لگانا، میں انسانوں سے ملنے کے لائق نہیں۔
- (ہو سکتا ہے اسے بطورِ سزا اسے کوڑھ کے مرض میں مبتلا کر دیا گیا ہو اور کوڑھی کے بارے میں بائبل کی کتاب احبار میں جو قواعد بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک قاعدہ یہ ہے کہ جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلا چلا کر کہے "ناپاک، ناپاک" جتنے دنوں تک وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ بس وہ اکیلا رہا کرے، اس کا مکان لشکر گاہ کے باہر ہو۔ باب ۱۳، آیت ۴۵۔ ۴۶)
- اسے یہ سزا کیوں دی گئی؟ گاؤ پرستی میں مبتلا ہونے والوں کے برعکس جنہیں قتل کر دیا گیا! قتل کی سزا تو لمحے بھر کے لیے ہے لیکن یہ سزا تو شدید اذیت ناک بیماری ہے جس کا کوئی مداوا نہیں، مزید یہ کہ وہ خود اپنے قابلِ نفرت ہونے کا اعلان کرے اور یہ بھی کہ جس بچھڑے کو معبود بنا کر اس نے لوگوں کو اس کی پرستش پر لگایا وہ معبود اس کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ پھر عذابِ آخرت

إِنَّمَآ إِلَـٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ ءَاتَيْنَـٰكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾

إِنَّمَآ إِلَـٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى - یقیناً تمہارا معبود اللہ ہی ہے جو

لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ - کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی

وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا - اس نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو (اپنے) علم سے

وَسِعَ يَسِعُ ، سِعَةٌ : حاوی ہونا، گھیر رکھنا

كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ - اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں آپ پر

قَصَّ يَقُصُّ ، قَصَصًا : بیان کرنا

مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ - ان خبروں میں سے جو یقیناً گزر چکی ہیں

أَنۢبَآءِ : نَبَأَ کی جمع - خبریں

سَبَقَ يَسْبِقُ ، سَبْقًا : پہلے پہنچنا، گذرنا

وَقَدْ ءَاتَيْنَـٰكَ - اور یقیناً ہم نے دی آپ کو

اٰتٰى يُؤْتِىْ ، اِيْتَآءٌ : دینا

مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا - اپنے پاس سے ایک نصیحت (قرآن)

لَدُنَّا (لَدُنْ - نَا) : پاس

مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ - جس نے اعراض کیا اس سے

(ع ر ض) أَعْرَضَ يُعْرِضُ ، اِعْرَاضًا : اعراض کرنا، منہ پھیرنا (IV)

فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ - تو بیشک وہ اٹھائے گا

حَمَلَ يَحْمِلُ ، حَمْلًا : اٹھانا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَ سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا - قیامت کے دن ایک (بڑا) بوجھ

وِزْرًا : ایک بوجھ، گناہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ - ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے اس (بوجھ) میں

وَ سَآءَ لَهُمْ - اور بُرا ہوگا ان کے لیے

سَآءَ يَسُوْٓءُ ، سَوْٓءٌ : برا ہونا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا - قیامت کے دن (وہ) بوجھ

حِمْلًا : بوجھ

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ - جس دن پھونک ماردی جائے گی صور میں

نَفَخَ يَنْفُخُ ، نَفْخًا : منہ سے پھونک مارنا

وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ - اور ہم اکٹھا کریں گے مجرموں کو

حَشَرَ يَحْشُرُ ، حَشْرًا : جمع کرنا، اکٹھا کرنا

يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا - اس دن اس حال میں کہ وہ نیلی آنکھوں والے ہوں گے

زُرْقًا : مادہ (ز ر ق) کسی چیز کا نیلا پن یا آسمانی رنگ ظاہر ہونا

زَرِقَ يَزْرُقُ ، زَرْقًا : نیلا ہونا یا نیلا پن آنا..

أَزرَق : نیلی آنکھ والا (اس کی مؤنث زرْقا)

(خوف، گھبراہٹ، رنج/اندھے پن کی کیفیت)

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ - وہ چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے آپس میں (ع ر ض)

تَخَافَتَ يَتَخَافَتُ ، تَخَافُتٌ (VI)

چپکے چپکے کہنا، آہستہ آہستہ باتیں کرنا

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ اِذۡ یَقُوۡلُ اَمۡثَلُهُمۡ طَرِیۡقَةً اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا یَوۡمًا ﴿۱۰۴﴾

اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا - نہیں ٹھہرے تم (دنیا میں) مگر دس (دن)

لَبِثَ یَلْبَثُ ، لَبْثًا : رہنا

عشر : دس

نَحۡنُ اَعۡلَمُ - ہم زیادہ جاننے والے ہیں اس کو جو

اَعْلَمُ: عِلْمًا مصدر سے افعل التفضیل کا صیغہ (زیادہ جاننے والا)

بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ - وہ کہیں گے

اِذۡ یَقُوۡلُ - جب کہے گا

اَمۡثَلُهُمۡ - ان کا زیادہ افضل

اَمْثَلُ : مَثَالَةٌ مصدر سے افعل التفضیل کا صیغہ (زیادہ بہتر)

طَرِیۡقَةً - بلحاظ روش

طَرِیْقَةً : روش، راہ، دین، طریقہ

اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا یَوۡمًا - نہیں تم ٹھہرے مگر ایک دن

اِنْ نافیہ (نفی والا) ۔ (اِنْ کے بعد اگر اِلَّا آئے تو یہ نفی کے معنی دیتا ہے)

اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ‌ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ مَا قَدۡ سَبَقَ‌ ۚ وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ مِنۡ لَّدُنَّا ذِكۡرًا ۖ ۚ ﴿۹۹﴾ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ
فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ۙ ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهِ‌ ؕ وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ حِمۡلًا ۙ ﴿۱۰۱﴾ يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَـئِذٍ زُرۡقًا ۖ ۚ ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اِنۡ
لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ اِذۡ يَقُوۡلُ اَمۡثَلُهُمۡ طَرِيۡقَةً اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا يَوۡمًا ﴿۱۰۴﴾

لوگو، تمہارا خدا تو بس ایک ہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے، ہر چیز پر اُس کا علم حاوی ہے "اے محمدؐ، اس طرح ہم پچھلے گزرے ہوئے حالات کی خبریں تم کو سُناتے ہیں، اور ہم نے خاص اپنے ہاں سے تم کو ایک "ذکر" (درسِ نصیحت) عطا کیا ہے، جو کوئی اِس سے منہ موڑے گا وہ قیامت کے دن سخت بار گناہ اٹھائے گا، اور ایسے سب لوگ ہمیشہ اس کے وبال میں گرفتار رہیں گے، اور قیامت کے دن اُن کے لیے (اِس جرم کی ذِمہ داری کا بوجھ) بڑا تکلیف دہ بوجھ ہو گا، اُس دن جبکہ صُور پھُونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اِس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں (دہشت کے مارے) پتھرائی ہوئی ہوں گی، آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو، ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں، جبکہ ان میں سب سے بہتر رائے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے۔

Your God is none else than Allah, beside Whom there is no god. His knowledge embraces everything."(O Muhammad), thus do We recount to you the events of the past, and We have bestowed upon you from Ourself an admonition. He who turns away from it will surely bear a heavy burden on the Day of Resurrection, and will abide under this burden for ever. Grievous shall be the burden on the Day of Resurrection, the Day when the Trumpet shall be sounded and We shall muster the sinners, their eyes turned blue with terror. They shall whisper among themselves: "You stayed on the earth barely ten days." We know well what they will say to one another: We also know that even the most cautious in his estimate will say: "You lived in the world no more than a day."

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ مَا قَدۡ سَبَقَ ۚ وَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ مِنۡ لَّدُنَّا ذِكۡرًا ۖۚ ﴿۹۹﴾ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ﴿۱۰۰﴾

سورت کے آغاز اور ان آیات کا ربط (گزشتہ آیت کریمہ پر موسیٰ علیہ السلام کی سرگزشت ختم ہوئی)

- یہاں "**کذلک**" کا لفظ ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یہ لفظ حضرت موسیٰ کی سرگزشت جو پیچھے گزری اسے اب دوسروں کے معاملے کے ساتھ تشبیہ کے لیے ہے، یہ اس نکتے کو بیان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قصوں میں بھی پ سبق آموز نکات کا انتخاب کرکے انھیں قرآن میں بیان کرتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور بنی اسرائیل کی داستان میں کیا ہے۔
- **سورت کے آغاز** میں یہ بتایا گیا تھا کہ ہم نے یہ قرآن کریم آپ ﷺ پر اس لیے نازل نہیں کیا تھا کہ آپ ﷺ کسی مشکل میں پڑ جائیں بلکہ اس کے نزول کا سبب تو یہ ہے کہ بگڑی ہوئی نوع انسانی کے لیے یہ ایک یاددہانی اور نصیحت ہے لیکن اس کا فائدہ صرف وہ اٹھا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔
- **اس کے بعد حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی سرگزشت** کو بیان کیا گیا اور اس میں یہ دکھایا گیا کہ حضرت موسیٰ کو جب اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی تو اس کے بعد ان کو ایک کتاب بھی دی گئی جسے انسانی زندگی کی رہنما بنایا گیا۔ لیکن حضرت موسیٰؑ پر وہ لوگ ایمان لائے اور اس کتاب سے ان لوگوں نے فائدہ اٹھایا جن کے دلوں میں خشیت الٰہی تھی (جادوگروں کی مثال)
- **اب قریش کو خطاب** - یہ داستان اور یہ آیاتِ الٰہی ان کے لیے ایک آئینہ ہیں ان سے ان کو اپنے انجام کو جاننے میں مدد مل سکتی ہے اور انھیں معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کامیابی نبی کریم (ﷺ) اور ان پر ایمان لانے والوں کے انتظار میں ہے کیونکہ قریش کا وہی رویہ ہے جو فرعون اور اس کی قوم کا تھا اور نبی کریم ﷺ وہی دعوت پیش کر رہے ہیں جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے پیش کی تھی۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَ سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

قرآن کریم سے اعراض کا انجام

- جب اللہ تعالیٰ کا کوئی رسول آتا ہے تو پھر اس پر ایمان لانے اور اس پر نازل ہونے والی کتاب کی رہنمائی کے قبول کرنے یا نہ کرنے پر لوگوں کی قسمتوں کا انحصار ہوتا ہے اگر وہ قبول کرلیں تو بچ جاتے ہیں، انکار کردیں اور تمرد اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوجاتے ہیں۔ (پہلے اس بات کو موسیٰ کی سرگذشت کے تناظر میں بیان کیا گیا)
- اب اس بات کو پر رسولِ کریم ﷺ اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ کریم کے متعلق بتایا گیا ہے
- قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول پر نازل ہونے والی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کی رسالت قیامت تک کے لیے ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی رہنمائی بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ جو شخص اور جو قوم اس کی رہنمائی قبول کرنے سے اعراض کرتی ہے اولاً تو وہ دنیا ہی میں مختلف مصائب کا شکار ہوتی ہے ورنہ جہاں تک قیامت کا تعلق ہے اس دن قرآن و سنت سے پہلو تہی اور اعراض ان کے لیے ایک بہت بڑے بوجھ کا باعث بنے گا۔ یہ ایک ایسا بارِ گناہ ہوگا جس کے وبال سے کبھی انھیں خلاصی نہیں ہوگی اور قیامت کے دن بدترین سزا کا باعث بنے گا۔
- وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى طٰہٰ:124-126 اور جو میرے "ذکر" سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا، "پروردگار، دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا"؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "ہاں، اسی طرح تو ہماری آیات کو، جب کہ وہ تیرے پاس آئی تھیں، تو نے بھلا دیا تھا۔ اُسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾

قرآن کریم سے اعراض اور اس کا انجام - (یہ موضوع تفصیلاً آگے آیت ۱۲۴ میں)

- ### قیامت کا منظر

- قیامت کا دن کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر جوابدہی کا دن ہے۔ صور پھونکے جانے کے بعد تمام انسان اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور میدانِ حشر میں جمع ہوں گے۔ بعض لوگوں کو فرشتے دھکیلتے اور مارتے ہوئے وہاں لے جائیں گے۔ اس دن کی ہیبت سے انسانوں کے جسم نیلے پڑ جائیں گے کیونکہ خوف کے اثر سے خون سکڑ جاتا ہے

- بعض اہل علم کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ ان کی آنکھیں نیلی اور بے نور ہو جائیں گی، جیسے موت کے وقت پتلیاں بدل جاتی ہیں۔ اس سے ان کے چہرے بد شکل اور خوفزدہ نظر آئیں گے۔ اس وقت لوگ ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہیں گے کہ دنیا اور برزخ کی زندگی صرف چند دنوں کی تھی۔ کوئی کہے گا دس دن اور کوئی کہے گا کہ ایک دن سے زیادہ نہ تھی

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان کی سرگوشیوں کو بھی جانتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کا سمجھدار ترین شخص بھی کہے گا کہ دنیا کی زندگی ایک دن سے زیادہ نہ تھی۔ تعجب یہ ہے کہ دنیا جو فانی ہے، اس کے لیے ہم ہر وقت فکرمند رہتے ہیں، لیکن آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے، اس کی تیاری سے غافل رہتے ہیں۔ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اصل تیاری اسی ابدی زندگی کے لیے کی جائے۔

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل مسافر شب سے اٹھتے ہیں، جو جانا دور ہوتا ہے

اے ہمارے رب!

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْہُ لَنَا اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ ھُدًی وَّ رَحْمَۃً ، اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنا مِنْہُ مَا نَسِیْنا وَعَلِّمْنا مِنْہُ مَا جَھِلْنا ، وَارْزُقْنا تِلَاوَتَہٗ اٰنَاءَ الَّیْلِ وَ اٰنآءَ النَّھَارِ ،

اے اللہ ہم پر قران کریم (کے توسط) سے رحم فرما اور اسے ہمارے لیئے امام اور نور اور ہدایت اور رحمت بنا دے اے اللہ اس میں سے جو ہم بھول گئے ہیں وہ ہمیں یاد کرا دے اور جو نہیں جانتے وہ ہمیں سکھلا دے اور ہمیں توفیق دے کہ دن اور رات کے اوقات میں اسکی تلاوت کریں

اللَّھُمَّ إجْعَلَ الْقُرْآنَ العَظِیمَ رَبِیعَ قُلُوبِنا وَنُورَ صُدُورِنَا وَجلاَءَ أَحْزَانِنَا وَذَھَابَ ھُمُومِنَا ، وَاجْعَلْہُ لَنَا حُجَّۃً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اٰمِیْن

اے اللہ تُو قران کو ہمارے دل کی بہار بنا دے، اور ہمارے سینے کی روشنی بنا دے، اور ہمارے غم کو دُور کرنے والا بنا دے، اور ہماری پریشانیوں کو بھگانے والا بنا دے، اور اس (قرآن) کو ہمارے حق میں حجت بنا دے (ہمارے خلاف حجت نہ بنا - آمین

اضافی مواد

Reference Material

سامری اور اس کا فتنہ

- سامری کون تھا؟ اس کے بارے میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں لیکن ان میں کسی کو حتمی قرار دینا بہت مشکل ہے
- قرآن مجید میں سامری کا ذکر سورہ طٰہٰ میں بنی اسرائیل کی سنہری بچھڑے کی پرستش کے واقعہ کے تناظر میں آیا ہے۔
- بائبل (توراۃ) میں سامری کا ذکر نہیں ملتا

⇦ قرآن میں اسے " السامری" کہا گیا ہے۔ مفسرین کے مطابق، یہ شخص بنی اسرائیل میں سے تھا لیکن اس کے عقائد میں انحراف تھا۔ ایک مشہور قول یہ ہے کہ وہ قوم "سامرا" کا رہنے والا تھا، جس نے ظاہری طور پر تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی ہوئی تھی لیکن باطن میں مشرکانہ خیالات رکھتا تھا

⇦ قرآن کریم کے مطابق، سامری ایک ساحر اور مکار شخص تھا جس نے بنی اسرائیل کو سونے کے زیورات جمع کر کے بچھڑا بنا کر اس کی پوجا پر لگا دیا۔

⇦ حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ کے ساتھ کئے گئے وعدہ کے مطابق 30 دن کے لئے کوہ طور پر چلے گئے تھے لیکن بعد میں اس مدت میں 10 دن کا مزید اضافہ ہوا اور 40 دن کا ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی میں تاخیر کی وجہ سے بنی اسرائیل میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت موسیٰؑ وفات پا گئے ہیں تو سامری نے اس موقع سے استفادہ کرتے ہوئے لوگوں سے سونا جمع کر کے اس سے ایک بچھڑا بنایا جس میں چالاکی سے ایسی آواز پیدا کرتا تھا جو زندہ جانور جیسی لگتی تھی، تاکہ لوگ اسے خدا سمجھ لیں

⇦ قرآن کہتا ہے کہ سامری نے کہا: "هٰذَآ إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوسَىٰ" (یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے)۔

سامری اور اس کا فتنہ

- حضرت ہارون علیہ السلام جو حضرت موسیٰ کے جانشین تھے، انہوں نے بنی اسرائیل کو اس کام سے منع کیا اور روکنے کی بہت کوشش کی اور اسے خدا کی طرف سے آزمائش اور امتحان قرار دیا۔ لیکن لوگوں کی اکثریت نے سامری کو دعوت قبول کر کے بچھڑے کی پوجا کرنا شروع کیا

بائبل اور عیسائیت کا نقطۂ نظر

- بائبل کی کتاب خروج (Exodus) میں گوسالہ پرستی کا ذکر ملتا ہے، لیکن اس میں سامری نام کا کوئی کردار نہیں۔ وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جب موسیٰؑ طور پر گئے، تو بنی اسرائیل نے حضرت ہارونؑ پر دباؤ ڈالا اور انہی کے ذریعے سونے کا بچھڑا بنایا گیا۔
- بائبل میں اس ذمہ داری اور گناہ کا بوجھ براہِ راست حضرت ہارونؑ پر ڈال دیا گیا۔ (جب کہ قرآنِ مجید میں سامری کو مرکزی مجرم بتایا گیا ہے اور حضرت ہارونؑ کو بری الذمہ رکھا گیا ہے)
- مسیحی مفسرین عام طور پر اس واقعے کو حضرت ہارونؑ کی کمزوری یا عوامی دباؤ کے سامنے جھکنے کا نتیجہ مانتے ہیں۔ یہ فرق بہت بنیادی نوعیت کا ہے، کیونکہ اس سے ایک نبی کی معصومیت کا سوال اٹھتا ہے۔
- **سامری کی سزا :** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے اور اپنی قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھا تو وہ نہایت غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو ڈانٹا، پھر سامری کو سخت سزا دی، اسے علانیہ رسوا کیا اور اسے معاشرے سے کاٹ دیا گیا: " قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ " (یعنی تجھ پر زندگی بھر کے لیے یہی حکم ہے کہ "مجھ کو نہ چھونا"۔ یہ گویا ایک سماجی بائیکاٹ اور سزا تھی)۔

سامری اور اس کا فتنہ

- سامری کے بچھڑے کا انجام سامری کے بنائے ہوئے سنہری بچھڑے کے انجام کا ذکر قران مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نہ صرف تباہ کیا بلکہ اس طرح تباہ کیا کہ اس کا نام و نشان بھی مٹ گیا (سورہ طٰہٰ آیت 97)
- سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سنہری بچھڑے کو آگ میں جلا دیا تاکہ وہ مکمل طور پر راکھ ہو جائے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ اس جھوٹے معبود کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔
- جب وہ سنہری بچھڑا جل کر راکھ ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس راکھ کو پانی میں بہا دیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس گمراہ کن بت کا کوئی نشان، کوئی ٹکڑا یا کوئی چیز بھی دنیا میں باقی نہ رہے جسے لوگ غلط طور پر یاد کر سکیں یا پوجہ کریں۔ یہ شرک کے ہر نشان کو مٹانے کی ایک انتہائی طاقتور علامتی عمل تھا،تاکہ بنی اسرئیل يي جان لیں کہ اس جھوٹے معبود کی کوئی حقیقت باقی نہ رہے۔
- توراۃ میں بچھڑے کے تباہ کیے جانے کا ذکر ہے اس طرح ہے، " اور اُس نے وہ بچھڑا جو اُنہوں نے بنایا تھا لے لیا اور آگ میں جلا کر پیس ڈالا اور پانی میں ملا کر بنی اسرائیل کے لوگوں کو پلایا "
- گوسالہ پرستوں کی سزا - جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی ان پر دنیا میں ذلت و خواری اور خدا کا غضب نازل ہوا۔ انہیں سزا کے طور پر قتل کیا گیا (البقرہ - ۵۴)۔ اس سزا کا تذکرہ توریت میں بھی آیا ہے: "ہر کوئی اپنے بھائی، دوست اور رشتہ داروں کو جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہے، کو قتل کرو، اور اس دن تقریبا 3 ہزار لوگ مارے گئے" (تورات، کتاب خروج)
- انبیاء کی پوری تاریخ میں اس سزا کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ مفسرین کے مطابق کو اتنی سخت سزا دینے کی وجہ ان کو دوبارہ بت پرستی سے روکنے کے لئے تھی۔

انسانی تاریخ میں مختلف قوموں میں گائے کی (ہی) پرستش کیوں کی جاتی رہی ہے؟

مختلف تہذیبوں میں گائے کا تقدس

- انسانی تاریخ میں متعدد قوموں نے گائے کو تقدس یا الوہیت کا درجہ دیا ہے (لیکن اسلام نے آکر اس تصور کو رد کر دیا اور واضح کیا کہ عزت، تقدس اور الوہیت صرف اللہ کے لیے ہے، مخلوق کسی درجے میں اس کی عبادت یا الوہیت میں شریک نہیں)
- قدیم مصر اور ہندوستان میں گائے کا تقدس، الوہیت کے درجے تک پہنچا رہا ہے، بلکہ ہندوستان میں اب بھی ہندوؤں کے ہاں یہی درجہ ہے
- یونان میں زیوس (Zeus) اور دوسرے دیوتاؤں کے ساتھ بیل کو مقدس مانا جاتا تھا۔ "یورپا" (Europa) کے مشہور اساطیری قصے میں زیوس بیل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔
- رومی تہذیب میں بھی بیل کو دیوتاؤں کے حضور قربانی کا سب سے قیمتی جانور سمجھا جاتا تھا، اور اسے تقدس حاصل تھا۔
- فینیقی (Phoenician) تہذیب کے ہاں "بعل" دیوتا کے ساتھ بیل یا گائے کو طاقت اور الوہیت کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ یہی اثر بنی اسرائیل میں "بچھڑے کی پوجا" کے واقعے میں نظر آتا ہے۔
- سیلٹک (Celtic) یورپی قومیں (جن میں قدیم آئرلینڈ اور برطانیہ کے سیلٹ لوگ شامل ہیں) گائے کو رزق اور خوشحالی کی علامت سمجھتے تھے اور اس کی حفاظت کو مذہبی فریضہ مانتے تھے۔
- مشرقی افریقہ کے بعض قبائل (جیسے ماسائی وغیرہ) آج تک گائے کو متبرک سمجھتے ہیں، اسے دولت اور نسل کی بقا کی علامت مانتے ہیں، اور اس کے دودھ و خون کو خاص رسوم میں استعمال کرتے ہیں

انسانی تاریخ میں مختلف قوموں میں گائے کی (ہی) پرستش کیوں کی جاتی رہی ہے؟

- تاریخ میں مختلف تہذیبوں میں گائے کی پوجا کا رواج ایک منفرد اور قابل غور امر ہے۔گائے کی پوجا کی طرف انسان کے مائل ہونے کے پیچھے کوئی ایک وجہ نہیں، بلکہ معاشی ضرورت، معاشرتی اہمیت، مذہبی علامت اور انسانی نفسیات کا ایک پیچیدہ مرکب ہے۔یہ انسانی تاریخ کا وہ نقطہ ہے جہاں عملی مفاد اور روحانی تصور باہم گڈمڈ ہو گئے۔

معاشی و معاش کی بنیاد (Economic & Subsistence Foundation)

- ان وجوہات میں سب سے اہم وجہ گائے کا انسان کی روزمرہ زندگی اور معیشت میں کلیدی کردار ہے،گائے دودھ اور غذا کی فراہمی ، کھیتی باڑی (ہل چلانے) اور بار برداری کے لیے گائے/بیل طاقت کا اہم ذریعہ تھے،گائے کا گوبر کھیتوں کے لیے قدرتی کھاد اور ایندھن کا ایک اہم ذریعہ تھے
- ان تمام فوائد کے پیش نظر،گائے قدیم زمانے سے زراعت کے پیشے سے وابستہ افراد کے لیے محض ایک جانور نہیں،بلکہ زندگی اور خوشحالی کی علامت تھی۔اس کی حفاظت ان کے مفادات سے جڑی تھی، جو بالآخر تقدس اور پوجا کی شکل اختیار کر گئی

مذہبی وعلامتی وجوہات (Religious & Symbolic Reasons)

- قدیم زمانے میں گائے زیادہ دودھ دینے کی صلاحیت کی وجہ سے زرخیزی، تولید اور فراوانی کی طاقتور علامت سمجھی جاتی رہی ہے قدیم انسانوں کے لیے زرخیزی سب سے بڑی نعمت تھی، چاہے وہ زمین کی ہو، مویشیوں کی یا انسانوں کی۔
- گائے اپنے دودھ سے زندگی پالنے کی وجہ سے "ماں" (Nurturing Mother)کے روپ میں دیکھی گئی۔ہندومت میں اسے "گاؤماتا" (گائے ماں) کہا جاتا ہے،جو ان کے نزدیک بے لوث محبت، قربانی اور پرورش کی علامت ہے۔

انسانی تاریخ میں مختلف قوموں میں گائے کی (ہی) پرستش کیوں کی جاتی رہی ہے؟

نفسیاتی کیفیت (Psychological Aspect)

- گائے کی تقدیس کے تصور کے ساتھ انسان کی نفسیات کا گہرا تعلق ہے۔ گائے اپنی بے ضرر پن، سادگی اور قربانی دینے کی صلاحیت (دودھ، طاقت، اور آخر میں گوشت اور چمڑے) کی وجہ سے ایک "قربانی" کے روپ میں ابھرتی ہے۔ انسان کا نفسیاتی میلان ہے کہ وہ اپنے محسن کے سامنے شکر گزاری اور احسان مندی کا اظہار کرے۔ کسی الہامی ہدایت کے نہ ہونے سے احسان مندی کے یہ جذبات جو آگے جا کر تقدیس اور الوہیت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں

دوسرے جانوروں کے مقابلے میں انفرادیت

- سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اعزاز دوسرے مفید جانوروں جیسے بکری، بھیڑ یا اونٹ کو کیوں نہیں ملا؟
- اس کی ایک ممکنہ اور اہم وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بکری یا بھیڑ دودھ اور گوشت تو دیتی ہے، لیکن وہ ہل نہیں چلا سکتی۔ اونٹ بار برداری کر سکتا ہے لیکن اس کا دودھ اور گوشت گائے جتنا عام نہیں تھا۔ گائے ایک مکمل پیکج تھی
- اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ محض ایک تاریخی اتفاق ہو کہ کسی ایک کلیدی تہذیب (جیسے قدیم ویدک یا مصر) میں شروع ہونے والا یہ رواج دوسری اقوام میں پھیل گیا ہو اور ہر ثقافت نے اپنے حساب سے اس کی توجیہہ کر لی ہو۔
- اسلام کا نقطۂ نظر - ان مذکورہ بالا عقائد و نظریات اور وجوہات کے بر عکس اسلامی تعلیمات کا نقطہ نظر یکسر مختلف ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر زور دیا گیا ہے اور کسی بھی مخلوق کی پوجا کو شرک قرار دیا گیا ہے۔ گائے ایک مفید جانور ہے، اللہ کی ایک نعمت ہے، لیکن وہ نعمت ہے نہ کہ نعمت دینے والا۔ اس کی پوجا درا صل اس نعمت دینے والے کی ناشکری، نافرمانی اور شرک ہے

اعتکاف

- **اعتکاف کے معنی** لغت میں ٹھہرنا، جمے رہنا اور کسی مقام پر اپنے آپ کو روکے رکھنا ہے، شرعی اعتکاف بھی اسی معنی میں ہے کہ اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مخصوص طریقے پر مسجد میں ٹھہرنا
- **اعتکاف کی حکمت** یہ ہے کہ انسان دنیاوی مشاغل اور تعلقات سے خود کو الگ کرکے ایک محدود عرصہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں یکسو ہو جائے۔ یہ دراصل روح کی تجدید اور دل کی تطہیر کا ذریعہ ہے، جہاں بندہ خلوت میں توبہ و استغفار کرتا ہے، اپنی کمزوریوں پر غور کرتا ہے اور اللہ کے قریب ہونے کی سچی جستجو کرتا ہے۔ اعتکاف گویا ایک تربیتی مرحلہ ہے جو انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ زندگی کا اصل مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، اور اس کے لئے سب سے قیمتی لمحے رمضان المبارک کے آخری دن اور راتیں ہیں
- اعتکاف کا حکم - اعتکاف کی مشروعیت قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے ، سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ "اور ہم ابراہیم و اسماعیل [علیہما السلام] کو تاکید کی کہ وہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں ، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے صاف ستھرا رکھیں (125)

روزے کے احکام ضمن میں فرمایا"وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي المَسَاجِدِ" (187) اور اگر تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو تو پھر اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو

- متعدد حدیثیں اس سلسلے میں وارد ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے رہے اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا (صحیح البخاری :2026 ، صحیح مسلم : 1172)

اعتکاف

- امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑا عجیب معاملہ ہے کہ مسلمانوں نے اعتکاف کی سنت کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے آپ نے اعتکاف کبھی نہیں چھوڑا۔ حتیٰ کہ اپنی عمر عزیز کے آخری سال آپ ﷺ نے رمضان المبارک کے دو عشروں کا اعتکاف کیا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ ہر رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، البتہ جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر سال رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے لیکن ایک سال کسی سفر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرسکے تو آئندہ رمضان کے بیس دن کا اعتکاف کیا (سنن ترمذی، صحیح ابن خزیمہ)
- غیر رمضان میں اعتکاف: اللہ کے رسول ﷺ سے صرف رمضان کا اعتکاف ثابت ہے، بغیر کسی عذر کے آپ نے غیر رمضان میں اعتکاف نہیں کیا ہے، لیکن ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو (صحیح بخاری: 2032، صحیح مسلم: 1656، بروایت ابن عمر)
- اعتکاف کی مدت: نبی کریم ﷺ نے رمضان میں کم از کم ایک عشرے کا اعتکاف کیا، اس لئے افضل و بہتر یہی ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا جائے لیکن اگر کسی کے حالات ساتھ نہ دیتے ہوں تو وہ سات دن، پانچ دن یا صرف طاق راتوں کا اعتکاف کرے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں صحابہ نے رمضان کی سات درمیانی راتوں کا اعتکاف کیا تو رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: ... فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ " ۔ جو شخص شب قدر کو تلاش کرنا چاہتا ہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے (صحیح ابن خزیمہ 2222)

اعتکاف

اعتکاف کی حالت میں جائز کام :

- مسجد میں کھانا پینا۔
- اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا۔
- ناخن تراشنا اور حجامت بنوانا۔
- جمعہ کے لئے جانا، بلکہ جمعہ کے لئے جانا واجب ہے۔
- اگر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جا رہی ہے تو اس میں شریک ہونا۔
- کسی مریض کا گھر مسجد سے لگ کر ہے تو مسجد میں رہ کر بیمار پرسی کرنا۔
- بالوں میں تیل کنگھی کرنا
- اپنے اہل خانہ سے بات کرنا اور بعض گھریلو مسائل پر گفتگو کرنا (صحیح بخاری : 2038)
- خرید و فروخت سے متعلق بعض ضروری ہدایات دینا
- زیارت کرنے والوں سے خیر خیریت پوچھنا، البتہ دیر تک گپ شپ میں مشغول ہونا مناسب نہیں ہے

اعتکاف کے منافی کام :

- ← ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا۔
- ← بیوی سے صحبت کرنا
- ← مرد کا منی خارج کرنا اور عورت عورت کو حیض و نفاس کا خون آنا
- ← ہر وہ کام جو شرع کی نظر میں منع ہے وہ اعتکاف کے بھی منافی ہے، جیسے جھوٹ، غیبت وغیرہ
- ← ہر وہ کام جو عبادت کے منافی ہے، جیسے خرید و فروخت میں مشغولیت، بلاوجہ کی گپ شپ، یہ بھی حالت اعتکاف کے منافی ہے، ان امور سے اعتکاف باطل تو نہیں ہوتا البتہ اعتکاف کا مقصد فوت ہو جاتا ہے
- ← بعض وہ عبادتیں جو فرض عین نہیں ہیں جیسے مریض کی زیارت، نماز جنازہ اور دفن وغیرہ کے لئے بھی نکلنا جائز نہیں ہے، البتہ راستہ چلتے کسی مریض کی خیریت پوچھ لینا جائے ہے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ چلتے ہوئے بیمار پرسی کر لیتے تھے اس کے لئے ٹھہرتے نہیں تھے۔ سنن ابو داود : 2472)-[معتکف کا جنازے اور بیمار پُرسی کے لئے بالالتزام جانا جائز نہیں]
- ← بیوی کا خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں

قرآن کریم سے اعراض اور اس کا انجام

اس موضوع پر تفصیلی ضمیمہ آگے آیت 124 کی تشریح میں